رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۸
ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ — لاہور
خطبہ نمبر
تار کا پتہ: "ڈیلی الفضل" لاہور
فی پرچہ ڈیڑھ آنہ

یوم چہارشنبہ — ۲۱ صفر المظفر ۱۳۷۴ھ
جلد ۴۳/۸ — ۲۰ اخاء ۱۳۳۳ ہش — ۲۰ اکتوبر ۱۹۵۴ء — نمبر ۱۸۰

ربوہ کے بعض خدام نے تعمیر مکانات کیلئے ایک دن اور وقف کر دیا

انہوں نے آج تین مکان مکمل کرنے کے علاوہ ایک نیا مکان بھی تعمیر کیا

لاہور ۱۹ اکتوبر۔ ربوہ سے ایک سو سے زائد جو معمار اور خدام یہاں آئے ہوئے تھے۔ لاہور کے بارش زدہ علاقوں میں تین دن کے اندر ۷۵ مکانات مفت تعمیر کرنے کے بعد بذریعہ لاری ربوہ روانہ ہو گئے۔ ان تمام حضرات نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر تعمیر مکانات کے لئے تین دن وقف کئے تھے۔ لیکن کل شام گیارہ خدام اور معمار صاحبان نے رضاکارانہ طور پر مزید ایک روز وقف کرنے کی پیشکش کی۔ اور اس عزم کا اظہار کیا۔ کہ وہ اپنے ہاتھوں شروع کیا ہوا ہر مکان مکمل کر کے جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے اراکین کے ساتھ مل کر آج بھی کام جاری رکھا۔ ایک پارٹی نے جو چودہ افراد پر مشتمل تھی۔ کانگڑہ آبادی اچھرہ میں تین پختہ مکان مکمل کرنے کے علاوہ ایک نیا پختہ مکان تعمیر کیا۔ ایک اور گروپ نے جس میں پانچ* خدام شامل تھے۔ دھوبی فیکٹری میں ۱۵ فٹ لمبی اور ۹ فٹ اونچی دیوار مکمل کی۔

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۶ اکتوبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

۱۶ اکتوبر۔ "حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خراب سی ہے۔ گھٹنے میں ابھی درد ہے۔"

۱۸ اکتوبر۔ "ابھی گھٹنے میں درد ہے۔ بجلی کی ٹکور شروع کی ہے۔"

احباب اپنے پیارے امام کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

لاہور ۱۹ اکتوبر۔ مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب مینیجر الفضل کی گردن میں رسولی ہو گئی تھی۔ جس کا آج شام میو ہسپتال میں اپریشن ہوا۔ اپریشن الحمد للہ تسلی بخش ہو گیا ہے۔ احباب مکرم ملک صاحب کی کامل صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

عراق اور ترکی مشرق وسطی کیلئے سلامتی کا مشترکہ بلاک بنانے پر رضامند ہو گئے

وزیر اعظم عراق نوری السعید اور وزیر اعظم ترکی عدنان میندریز کی ملاقات کے بعد دونوں رہنماؤں کی طرف سے مشترکہ اعلان

استنبول ۱۹ اکتوبر۔ عراق اور ترکی مشرق وسطی میں سلامتی کا مشترکہ بلاک بنانے پر رضامند ہو گئے ہیں۔ آج استنبول میں عراق کے وزیر اعظم مسٹر نوری السعید اور ترکی کے وزیر اعظم مسٹر عدنان میندریز کی طرف سے ایک مشترکہ بیان شائع ہوا۔ جس میں کہا گیا ہے۔ کہ مشرق وسطی کی سلامتی کے اس مجوزہ بلاک کا مقصد آزادی پسند قوموں کے ساتھ تعاون کرنا اور مشرق وسطی کے علاقہ میں امن کو برقرار رکھنا اور ان قوموں کی جارحیت کی روک تھام کرنا ہے۔ جو اس علاقہ کے لوگوں کی خود مختاری ختم کر کے انہیں اپنا غلام بنانا چاہتی ہیں۔ ترکی کے وزیر اعظم نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ترکی کوئی ایسی کارروائی نہیں کرے گا۔ جو عربوں کے مفاد کے خلاف ہو۔ عراق کے وزیر اعظم نوری السعید دس دن سے ترکی آئے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے اس دوران میں وزیر اعظم مسٹر عدنان میندریز اور وزیر خارجہ سے کئی ملاقاتیں کیں۔

پاکستان جارحانہ کارروائیوں کی روک تھام کے لئے مشرق وسطی کے ملکوں سے تعلقات بڑھا رہا ہے (وزیر اعظم پاکستان)

واشنگٹن ۱۹ اکتوبر۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے کل واشنگٹن میں نیشنل پریس کلب میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ کمیونزم کو دور کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ جارحانہ کارروائیوں کی روک تھام کی جائے۔ اور عوام کے معیار زندگی کو بلند کیا جائے۔ مسٹر محمد علی نے کہا۔ پاکستان جارحانہ کارروائیوں کو ختم کرنے کے لئے خواہ وہ کسی طرف سے کیوں نہ ہوں۔ مشرق وسطی کے ملکوں سے تعلقات بڑھا رہا ہے۔

انہوں نے کہا میری قوم کی سب سے بڑی طاقت اس کا عقیدہ ہے۔ جس پر کمیونزم کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی پر روشنی ڈالتے ہوئے مسٹر محمد علی نے کہا۔ کہ پاکستان نے ہمیشہ امن اور انصاف کی حمایت اور جارحانہ کارروائیوں کی مخالفت کی ہے۔ پاکستان اقوام متحدہ کے منشور اور جمہوریت کے اصولوں پر پوری طرح کاربند ہے۔

ایران کے دس باغی فوجیوں کو گولی سے اڑا دیا گیا

تہران ۱۹ اکتوبر۔ اس ماہ کی ۱۰ تاریخ کو ایران کی فوجی عدالت نے جن دس فوجی افسروں کو موت کی سزا کا حکم سنایا تھا۔ انہیں آج صبح تہران کے قریب گولی مار دی گئی۔ افسروں کو اپیل کی سماعت کرنے والی عدالت نے ان کی اپیل مسترد کر دی تھی۔ بعد میں شاہ نے بھی یہ سزا بھی برقرار رکھی تھی۔

مقبوضہ کشمیر کی دستور ساز اسمبلی میں مخالف پارٹی کا قیام

سری نگر ۱۹ اکتوبر۔ مقبوضہ کشمیر کی نام نہاد دستور ساز اسمبلی کے چار ممبروں نے اسپیکر کو ایک خط بھیجا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ ہم نے اسمبلی میں ایک مخالف پارٹی بنائی ہے۔ اس مخالف پارٹی کا نام ڈیموکریٹک فرنٹ ہو گا۔

لیبیا کے شاہی خاندان کے افراد جلاوطن کر دئے گئے

بن غازی ۱۹ اکتوبر۔ کل لیبیا کے شاہی خاندان کے سات افراد کو بن غازی سے ڈیڑھ سو میل دور ایک علاقہ میں جلاوطن کر دیا گیا۔ اس جلاوطنی کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔

پروفیسر بخاری کراچی پہنچ گئے

کراچی ۱۹ اکتوبر۔ اقوام متحدہ میں پاکستان کے سابق مستقل نمائندے مسٹر اے۔ ایس بخاری آج شام کراچی واپس پہنچ گئے۔ وہ پاکستان میں ایک ماہ قیام کریں گے۔ اور اس کے بعد اقوام متحدہ کے دفتر اطلاعات کے انچارج انڈر سکرٹری کا نیا عہدہ سنبھالیں گے۔

لنڈن ۱۹ اکتوبر۔ لنڈن کی بسوں کے سات ہزار ہڑتالی آج کام پر واپس آگئے۔

مسٹر نہرو پیکنگ پہنچ گئے

پیکنگ ۱۹ اکتوبر۔ ہندوستان کے وزیر اعظم مسٹر نہرو آج چین کے دارالحکومت پیکنگ پہنچ گئے۔ ہوائی اڈہ پر چین کے وزیر اعظم چو این لائی چین کی مرکزی کابینہ کے ارکان اور مرکزی کمیونسٹ پارٹی کی مجلس عاملہ کے اراکین نے ان کا استقبال کیا۔ بعد میں مسٹر نہرو چین کے صدر ماؤزے تنگ سے ملے۔ چین کے سرکاری اخبار پیپلز ڈیلی آف پیکنگ نے مسٹر نہرو کو خوش آمدید کہتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ ان کا دورہ چین اور ہندوستان کے دوستانہ تعلقات کے سلسلہ میں ایک اہم معاہدہ ہے۔

پنجاب مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا اجلاس

لاہور ۱۹ اکتوبر۔ پنجاب مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس آج ملک فیروز خاں نون کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں کنونشن کے متعلق کچھ معاملات پر بحث کی گئی۔ اجلاس میں ایک قرارداد میں محترمہ فاطمہ جناح سے پاکستان مسلم لیگ کی صدارت قبول کر لینے کی درخواست کی گئی ایک قرارداد میں مجلس عاملہ کے ممبروں سے کہا گیا ہے۔ کہ وہ اس ماہ کے آخر میں ہونے والی مسلم لیگ کنونشن میں ضرور شرکت کریں۔ ایک اور قرارداد میں حکومت پنجاب سے کہا گیا ہے۔ کہ کنونشن کی وجہ سے لاہور کے حلقہ ۱ کے انتخابات کو ملتوی کر دیا جائے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر
مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس لاہور میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک تازہ رؤیا

(۱۷-۱۸ اکتوبر ۱۹۵۳ء کی درمیانی شب۔)

میں نے دیکھا کہ ایک نشان رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بلند کھڑا کیا گیا ہے جیسے جھنڈے ہوتے ہیں۔ مگر جھنڈے کی شکل نہیں۔ بلکہ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ زمین اور آسمان بغیر ستونوں کے کھڑے ہیں۔ اسی طرح وہ نشان بغیر ستون کے کھڑا ہے۔ ایک نورانی سی چادر ہے جو جھنڈے کی طرح لٹکی ہوئی ہے۔ ہم بہت سے لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوئے درود پڑھ رہے ہیں۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقی درجات کے لئے دعائیں کر رہے ہیں۔ اس کے بعد یوں معلوم ہوا جیسے اس جلوہ کے درمیان کچھ وقفہ کر دیا گیا ہے۔ جیسے سکولوں میں ریسس پیریڈ ہوتا ہے۔ اس دوران میں ایک اور جھنڈا کھڑا کیا گیا ہے جس کا ستون فیروزی رنگ کا ہے۔ اور بتایا گیا کہ یہ پاکستان کا جھنڈا ہے۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے اس جھنڈے کی عزت کے قیام کے لئے بھی دعائیں کیں۔ اور بعض جاہلوں نے اس جھنڈے کو سلام بھی کیا۔ حالانکہ اسلام سے یہ طریق ثابت نہیں۔ چند منٹ کے بعد وہ جھنڈا نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نشان دوبارہ ظاہر ہوا۔ اس کے ظاہر ہوتے ہی میں اور میرے ساتھی پھر اس کے سامنے جا کر کھڑے ہو گئے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا شروع کیا۔ اور آپ کے مدارج کی ترقی کے لئے دعائیں کرنی شروع کیں۔ اس وقت نہ معلوم کمزوری کی وجہ سے یا کسی اور مصلحت سے میں زمین پر منہ کے بل لیٹ گیا۔ مگر ماتھا زمین پر نہیں۔ جیسے سجدہ کرتے ہیں۔ بلکہ جیسے آرام کے لئے سینہ کے بل لیٹ جاتے ہیں۔ اسی حالت میں میں درود پڑھتا جاتا تھا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے دعائیں کرتا جاتا تھا۔ باقی میرے ساتھی کچھ کھڑے تھے کچھ بیٹھے تھے۔ اسی حالت میں مجھے الہام ہوا کہ تاج المدینۃ نَزَلَتْ علیٰ راسی (تاج عربی زبان میں مذکر ہے۔ مگر اس فقرہ میں غالب گمان یہی ہے کہ مؤنث استعمال ہوا تھا۔ گو ادھر بھی خیال جاتا ہے کہ نَزَلَتْ کی بجائے نزل ہی استعمال ہوا تھا۔ اس کی حکمت آگے چل کر بیان کی جائے گی) مطلب یہ کہ مدینہ کا تاج میرے سر پر اترا۔ جس وقت یہ الہام ہوا ہے اسی وقت میں نے دیکھا کہ ایک تاج جو ایک لکڑی کے خوبصورت رنگ دار ڈبہ میں تہ کیا ہوا بند ہے۔ میرے سر کے پاس منہ کے سامنے رکھا ہوا ہے اس وقت پھر دل میں القا ہوا "تیجان" یہ لفظ تاج کی جمع ہے۔ اور اس کے معنے ہیں بہت سے تاج اس لفظ کے القا ہوتے ہی میں نے پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھا تو میں نے دیکھا تیرہ چودہ آدمی کرسیوں پر بیٹھے ہیں سب کے سروں پر تاج ہیں۔ اور وہ تاج بجائے دھات کے بنے ہوئے ہونے کے زری کی تاروں سے بنے ہوئے کپڑوں کے ہیں۔ جو پگڑیوں کے گرد لپیٹے ہوئے ہیں۔ بیچ میں ایک شخص بہت جسیم اور بہت قد آور بیٹھا ہے۔ جس کے سر پر سب سے بڑا تاج ہے۔ بلند بھی بہت زیادہ ہے۔ اور گھیر میں بھی زیادہ ہے۔ مگر اس کے گرد جو لوگ بیٹھے ہیں۔ ان کے سروں پر تاج ہیں تو اسی شکل کے مگر بعض کے چھوٹے ہیں بعض کے بڑے ہیں۔ مگر ہیں سب اسی قسم کے شائد جو شخص درمیان میں دکھایا گیا۔ وہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور جو لوگ اردگرد بیٹھے تھے۔ وہ آپ کے نائب تھے۔ جو مختلف وقتوں میں امت میں پیدا ہوتے رہے۔ میں نے سمجھا۔ کہ یہ چھوٹے بڑے تاج ان لوگوں کے درجہ کے مطابق ہیں۔ مگر ہیں سب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاج کے نمونہ پر بنائے ہوئے۔ تاکہ آپ کے نائب ہونے پر دلالت کریں۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہر زمانہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تاج کے مشابہ تاج آپ کے نائبوں کو دیا جاتا ہے۔ اس وقت میں نے پہلے الہام کو دوسرے الفاظ میں ڈھالا اور کہا تاج المدینۃ وضعت علیٰ راسی (پھر مذکر کو مؤنث صورت میں بیان کیا گیا) یعنے مدینہ کا تاج میرے سر پر بھی رکھا گیا۔ میں نے وہ تاج کھول کر نہیں دیکھا۔ جو ڈبہ میں بند میرے پاس رکھا گیا ہے۔ لیکن اس کے تہ ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی دھات کا نہیں تھا۔ بلکہ زری کی تاروں سے بنا ہوا تھا۔ جو پگڑی پر باندھا جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ جاگنے پر معلوم ہوتا ہے کہ نزلت اور وضعت کی بجائے نزل اور وُضِعَ تھا۔ لیکن زیادہ خیال یہی ہے۔ کہ مؤنث کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ اس صورت میں اس کی توجیہ یہ ہوگی۔ کہ چونکہ اس قسم کا تاج پگڑی سے باندھا جاتا ہے۔ جسے عربی زبان میں عصابہ کہتے ہیں۔ جو مؤنث کا صیغہ ہے۔ اس لئے اس کی رعایت سے تاج کے لئے بھی مؤنث کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ اور یہ بتایا گیا۔ کہ یہ تاج عجمی لوگوں کے طریق کا نہیں جو دھات کا بنایا جاتا ہے۔ بلکہ اسلامی علامت ہے جو پگڑی کے گرد لپیٹی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ نظارہ غائب ہو گیا۔ اور میں اس جگہ سے اٹھ کر اس جگہ آیا جسے میں اقامت گاہ سمجھتا ہوں۔ راستہ میں مجھے کسی شخص نے ایک خط دیا۔ جو حضرت ام المومنین کے نام لکھا ہوا تھا۔ اسے میں نے پڑھا۔ تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ حضرت عبد الغنی صاحب یا ایسا ہی کوئی نام تھا۔ ان کا ذکر کر کے لکھا تھا۔ کہ وہ آجکل قرآن کریم کے بڑے معارف بیان کر رہے ہیں۔ اور ایمان کو بڑی تازگی حاصل ہوتی ہے آپ بھی ان ایام میں یہیں ٹھہریں۔ اور ربوہ نہ جائیں۔ میں اس وقت یہ خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ کوئی جھوٹا بنا ہوا صوفی ہے۔ جو ذوقی باتیں بیان کر کر کے بعض لوگوں کو دھوکا دے رہا ہے۔ اور یہ بھی سمجھتا ہوں۔ کہ میں وفات یافتہ ہوں۔ اس خط کو پڑھ کر میں نے کہا کہ افسوس اللہ تعالےٰ نے اتنے قرآنی علوم کے دریا میرے ذریعے بہائے جن کی مثال دنیا کے پردہ پر نہیں مل سکتی۔ لیکن میری وفات کے چند سال بعد ہی جماعت کے کچھ کمزور لوگ ایسی دھوکہ والی باتوں کا شکار ہو گئے۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو معرفت اور آسمانی علوم قرار دے رہے ہیں۔ میں نے اتنا ہی کہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔

میں نے جو خواب پچھلے دنوں امۃ الحی مرحومہ کے متعلق لکھی تھی اور لکھا تھا کہ اس کی تعبیر ظاہر نہیں ہوئی۔ اس کی تعبیر ایک نوجوان مبلغ نے لکھ کر بھیجی ہے۔ جو میرے نزدیک بہت حد تک صحیح معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ماؤں کو اپنے بچوں سے اتنی محبت ہوتی ہے۔ کہ باپ خواہ جائز طور پر ہی ان پر خفا ہو۔ ان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان کے بچوں میں سے کسی پر کسی وجہ سے ناراض ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ نے آپ کو ان کے دل کی کیفیت دکھائی ہے۔ واقعی اس تعبیر سے اس خواب کے بعض مشکل حصے حل ہو جاتے ہیں۔ اور مجھے اس بات سے خوشی ہوئی۔ کہ ہمارے بعض نوجوان مبلغ روحانی امور کی طرف بھی توجہ رکھتے ہیں ؛

خطبہ جمعہ

ضرورتِ وقت کو سمجھو اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرکے اپنے اپنے خاندان کے نوجوانوں کو دین کیلئے وقف کرو

یہ وقف اتنی کثرت کیساتھ ہونا چاہیئے کہ اگر بیس نوجوانوں کی ضرورت ہو تو جماعت سو نوجوان پیش کرے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

آج میری تحریک پر مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ایک وفد جس میں چالیس کے قریب معمار ہیں (اب یہ ستر کس ہوگئے ہیں) خدمت خلق کے لئے لاہور جا رہا ہے۔ اس دفعہ اس کام میں اولیت کا سہرا لاہور والوں کے سر رہا ہے۔ کام تو ہر جگہ ہوا ہے۔ لاہور میں بھی ہوا ہے۔ ملتان میں بھی ہوا ہے۔ خانیوال میں بھی ہوا ہے منٹگمری میں بھی ہوا ہے۔ سیالکوٹ میں بھی ہوا ہے ربوہ کی مجلس نے بھی قابلِ تعریف کام کیا ہے۔ اسی طرح اور جگہوں سے بھی رپورٹیں آئی ہیں۔ کہ وہاں کی مجالس نے

سیلاب کے دوران میں خدمت خلق

کا کام کیا ہے۔ لیکن لاہور والوں نے اپنے کام کو اس طرح منظم کیا ہے۔ کہ ان کا کام لوگوں کی نظر کے سامنے آگیا ہے۔ اس میں ایک حد تک اس بات کا بھی دخل ہے۔ کہ انہیں پریس کی سہولتیں میسر ہیں۔ لیکن بہرحال جس کسی کو اولیت مل جائے دوسروں کو اس پر حسد نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس کی امداد کرکے اس کے حوصلے کو بڑھانا چاہیئے۔

میں نے قائد مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کو تحریک کی کہ وہ خدمت خلق کے لئے ایک وفد لاہور بھجوانے کا انتظام کریں۔ چنانچہ انہوں نے ایک وفد کا انتظام کیا ہے۔ جو آج اڑھائی بجے کی گاڑی سے لاہور روانہ ہو رہا ہے۔ اس وفد میں ایک بڑا حصہ معماروں پر مشتمل ہے۔ میں نے دو تین دفعہ معماروں کے کام پر تنقید کی ہے۔ اور میری اصل غرض یہی تھی کہ ان کی اصلاح ہو۔ کہتے ہیں کہ کسی شاعر کے سامنے ایک شخص نے شراب کی برائیاں بیان کیں۔ تو اس نے کہا

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

یعنی شراب میں بہت سی برائیاں سہی۔ لیکن اس میں

بعض خوبیاں

بھی تو ہیں۔ اس لئے کبھی اس کی خوبیوں کی طرف بھی نظر کرنی چاہیئے۔ یہاں کے معماروں پر میں نے تنقید کی تھی۔ لیکن انہوں نے اس دفعہ جس قربانی کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس قابل ہے کہ اس کا اظہار جماعت کے سامنے کیا جائے میں نے خیال کیا کہ معماروں کو اس موقعہ پر غربا کی امداد کے لئے تحریک کی جائے۔ چنانچہ میری تحریک پر یہاں کے معماروں کے اکثر حصہ نے تین چار دن وقف کئے ہیں۔ تاکہ لاہور میں جن غرباء کے مکانات گر گئے ہیں۔ ان کے مکانات بنانے میں اپنی مفت خدمات پیش کریں۔ جماعت کے جو باقی مختلف سیکشن ہیں۔ مثلاً مدرس ہیں پروفیسر ہیں ڈاکٹر ہیں طبیب ہیں۔ ان کو بھی

معماروں کے اس نیک نمونہ

سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ جماعت کا ہر حصہ کسی نہ کسی ذریعہ سے خدمت خلق کا کام کر سکتا ہے۔ اور اسے اس کام کو سرانجام دینا چاہیئے۔ مثلاً مدرس ہیں وہ بھی خدمت خلق کر سکتے ہیں۔ پھر ڈاکٹر ہیں وہ بھی اس کام میں حصہ لے سکتے ہیں۔ بلکہ اکثر ڈاکٹر اس کام میں حصہ لیتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض لوگ لالچی بھی ہوتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹروں کا اکثر حصہ اپنے فن کے لحاظ سے کچھ نہ کچھ وقت خدمت خلق میں ضرور صرف کرتا ہے۔ پھر وکلاء اور بیرسٹر ہیں وہ بھی خدمت خلق کر سکتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے پیشہ والے بھی ہیں۔ وہ بھی اگر کوشش کریں تو کسی نہ کسی ذریعہ سے

پبلک کی خدمت

کے کام میں حصہ لے سکتے ہیں۔ یہاں کے معماروں نے بڑا اچھا نمونہ دکھایا ہے۔ انہوں نے خدمت خلق کے لئے تین چار دن وقف کئے ہیں۔ اگر انہوں نے اسی جوش سے کام کیا جس جوش سے انہوں نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے تو وہ سوا لاکھ تک عمارت کھڑی کر سکتے ہیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ کہ بیس پچیس بڑی بڑی کوٹھیاں ان دنوں میں بن سکتی ہیں۔ لیکن چونکہ سیلاب میں بالعموم

غربا کا نقصان

ہوا ہے۔ ان کے مکانات یا تو گر گئے ہیں۔ یا ان کا کوئی حصہ گر گیا ہے۔ اور وہ مکانات چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس لئے سو ڈیڑھ سو مکانات تعمیر کئے جا سکتے ہیں۔ اور اتنے مکانوں کی تعمیر کے یہ معنے ہیں کہ قریباً دو ہزار افراد کو آرام پہنچ جائے گا۔ اور اس طرح خدمت خلق کا بہت بڑا کام سرانجام پا جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر جماعت کے لوگ پیشوں کی طرف توجہ کریں۔ اور انہیں شوق اور محنت سے سیکھ لیں۔ تو نہ صرف جماعت سے بیکاری دور ہو جائے گی۔ بلکہ اس قسم کے مواقع پر بنی نوع انسان کی خدمت بھی کی جا سکتی ہے معماری کا پیشہ آسان ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ مزدور معماروں کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اور کچھ عرصہ کے بعد وہ معمار بن جاتے ہیں۔ لاہور میں جس نمائندہ کو بھیجا گیا تھا اس نے بتایا ہے۔ کہ اس وقت لاہور میں معمار

سات سات آٹھ آٹھ روپیہ

روزانہ اجرت مانگتے ہیں۔ اور معماری کا پیشہ ایسا نہیں جس پر زیادہ عرصہ لگے۔ یا زیادہ محنت درکار ہو۔ ہمارے ملک میں یہ مرض ہے۔ کہ لوگ ایک دو دن کے بعد ہی اپنے آپ کو ماہرِ فن سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ سنایا ہے۔ کہ میر محمد اسحٰق صاحب نے بچپن میں میرے ساتھ صرف ایک دن طب پڑھی۔ اور رات کو جب سونے لگے۔ تو انہوں نے گھر والوں سے کہا کہ مجھے بہت جلدی جگا دینا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے پاس بڑی کثرت سے مریض آ جاتے ہیں۔ اور انہیں بہت زیادہ دیر تک کھڑا رہنا پڑتا ہے۔ میں وہاں جاؤنگا اور مریضوں کو نسخے لکھ کر دونگا۔ یہ بچپن کی ایک بیوقوفی تھی۔ مگر اس قسم کی دماغی کیفیت اکثر لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ ایک شخص چند سطریں لکھ لیتا ہے تو وہ

اپنے آپ کو ایڈیٹر

سمجھنے لگ جاتا ہے۔ بعض لوگ بے وزن بے تکی اور بے ردیف [illegible] میرے پاس بھجدیتے ہیں۔ اور درخواست کرتے ہیں۔ کہ آپ ایڈیٹر صاحب الفضل کو حکم دیں۔ کہ یہ نظم الفضل میں شائع کردیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ایڈیٹر الفضل تو بے وقوف ہے اسے کیا علم ہے کہ یہ کس پایہ کی نظمیں ہیں۔ ان کے رازوں سے صرف خلیفۃ المسیح ہی واقف ہو سکتے ہیں۔ اس لئے یہ نظمیں انہیں ارسال کی جائیں۔ تا وہ انہیں اخبار میں شائع کرنے کا حکم جاری کردیں میں اس قسم کے لوگوں کو یہی جواب دیتا ہوں۔ کہ آپ براہ راست ایڈیٹر الفضل کو یہ نظمیں ارسال کردیں۔ میں اس کے کام میں دخل نہیں دیتا حالانکہ وہ نظمیں اس قسم کی ہوتی ہیں کہ ہنسی آتی ہے۔ نہ قافیہ ہوتا ہے نہ ردیف ہوتی ہے۔ بعض کو گبن اور قابل کو کابل لکھا ہوا ہوتا ہے۔ اور پھر خواہش ہوتی ہے۔ کہ میں ان کی اشاعت کے لئے ایڈیٹر الفضل کو حکم بھیجوں۔

غرض ہمارے ملک میں یہ مرض ہے کہ ہر آدمی

پیشہ میں ہاتھ ڈالتے ہی

اپنے آپ کو اس کا ماسٹر سمجھنے لگ جاتا ہے۔ حالانکہ ہر پیشہ محنت اور مشق کے بعد آتا ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ معماری کا پیشہ نسبتاً آسان ہے۔ اس کا ابتدائی حصہ تھوڑے ہی عرصہ میں سیکھا جا سکتا ہے۔ محراب بنانا۔ گنبد بنانا۔ یا سکیچ بنانا۔ یہ کام تو جلد نہیں سیکھے جا سکتے ہاں فرش کا بنانا اور اینٹیں لگانا لوگ جلد سیکھ لیتے ہیں۔

مجھے یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک لڑکا تھا۔ جس کا نام فجا تھا۔ اسے آپ نے کسی معمار کے ساتھ لگایا تھا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ معمار بن گیا تھا۔ اس میں سمجھ بہت کم تھی۔ مگر مخلص اور دیندار تھا۔ وہ غیر احمدی ہونے کی حالت میں آیا تھا۔ بعد میں احمدی ہو گیا تھا۔ اس کی عقل کا یہ حال تھا۔ کہ ایک دفعہ بعض مہمان آئے۔ اس وقت لنگرخانہ کا کام علیحدہ نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر سے ہی مہمانوں کے لئے کھانا جاتا تھا۔ شیخ رحمت اللہ صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب خواجہ کمال الدین صاحب اور قریشی محمد حسین صاحب موجد مفرح عنبری قادیان آئے۔ ایک دفعہ یہ لوگ آئے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کے لئے چائے تیار کروائی۔ اور فجے کو کہا۔ کہ وہ مہمانوں کو چائے پلا آئے۔ اور اس خیال سے کہ وہ کسی کو چائے دینا بھول نہ جائے۔ یہ تاکید کی۔ کہ دیکھو پانچوں کو چائے دینا۔ چراغ پرانا ملازم تھا۔ اسے آپ نے فجے کے ساتھ کر دیا۔ جب دونوں چائے لیکر گئے۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ مہمان حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے پاس ان کی ملاقات کے لئے گئے ہیں۔ چنانچہ وہ چائے لیکر وہاں گئے۔ چراغ پرانا ملازم تھا۔ اس نے پہلے چائے کی پیالی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے سامنے رکھی۔ لیکن فجے نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا نام نہیں لیا تھا۔ چراغ نے اسے آنکھ سے اشارہ کیا۔ کہنی ماری۔ اور یہ بات سمجھانے کی کوشش کی۔ کہ بے شک آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا نام نہیں لیا۔ لیکن آپ ان سب سے زیادہ معزز ہیں۔ اس لئے چائے پہلے آپ کے سامنے ہی رکھنی چاہیئے۔ لیکن وہ یہی بات کہے جاتا تھا۔ کہ حضرت صاحب نے

صرف پانچ کے نام

لئے تھے۔ ان کا نام نہیں لیا۔ گویا وہ اس قدر کم عقل تھا۔ کہ اتنی بات بھی سمجھ نہیں سکتا تھا۔ لیکن وہ بہت جلد معمار بن گیا تھا۔

پس اگر لوگ ذرا بھی توجہ کریں۔ تو اس قسم کے پیشے سیکھ سکتے ہیں۔ اور نہ صرف ان کے ذریعہ روپیہ کمایا جا سکتا ہے۔ بلکہ رفاہ عامہ کے کاموں میں بھی حصہ لیا جا سکتا ہے۔ معماری کے متعلق میرا خیال ہے۔ کہ اسے پانچ چھ ماہ میں سیکھا جا سکتا ہے۔ اگر مدرس اور کلرک بھی کوشش کریں۔ تو فارغ اوقات میں یہ کام سیکھ سکتے ہیں۔ ممکن ہے عملی طور پر اس میں بعض مشکلات پیش آئیں۔ لیکن میرا خیال یہی ہے۔ کہ یہ کام پانچ چھ ماہ میں سیکھا جا سکتا ہے۔ بچپن میں ایک دفعہ میں نے ترکھانوں کو کام کرتے دیکھا۔ تو دل میں خیال آیا۔ کہ یہ کام تو بہت آسان ہے۔ میں بھی اسے بآسانی کر سکتا ہوں۔ چنانچہ جب تمام ترکھان چھٹی کر کے گئے۔ تو وہ ہتھیار وہیں چھوڑ گئے۔ میں نے تیشہ لیا۔ اور ایک لکڑی پر مارا۔ مگر وہ بجائے لکڑی پر لگنے کے میرے ہاتھ پر لگا۔ اور ابھی تک اس کا نشان باقی ہے۔ حالانکہ اپنے خیال میں میں نے یہ سمجھا تھا۔ کہ میں ترکھان کا کام کر سکتا ہوں۔ لیکن جب تیشہ مار کر دیکھا۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ یہ ایک فن ہے۔ اس کی

مشق کئے بغیر

اس پر حاوی نہیں ہؤا جا سکتا۔ بہرحال جماعت کو کوئی نہ کوئی پیشہ سیکھنا چاہیئے۔ تا اس قسم کے مواقع پر وہ خدمتِ خلق میں نمایاں حصہ لے سکے۔

اس کے بعد میں پھر اس مضمون کو لیتا ہوں۔ جو میں نے گذشتہ خطبہ جمعہ میں بیان کیا تھا۔ اور وہ مضمون یہ تھا۔ کہ جماعت میں

وقف کی طرف توجہ

کم ہو گئی ہے۔ اور اس کا احساس آہستہ آہستہ مٹتا جا رہا ہے۔ وہ یہ سمجھتی ہے۔ کہ یہ خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ وہ خود کرے گا۔ حالانکہ یہ نقطہ نگاہ بالکل غلط ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ہر کام خدا تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ مگر وہ بے وقوفی کی حد تک اسے لمبا کر دیتے ہیں۔ اور اس کا ایک غلط مفہوم لے لیتے ہیں۔ قرآن کریم میں لکھا ہے۔ کہ رزق خدا تعالیٰ دیتا ہے۔ لیکن تم میں سے کوئی شخص بھی یہ نہیں کہتا۔ کہ رزق تو خدا تعالےٰ نے دینا ہے۔ اس لئے میں نوکری کیوں کروں۔ قرآن کریم میں یہ لکھا ہے۔ کہ اولاد اللہ تعالےٰ دیتا ہے۔ لیکن دنیا میں لوگ نکاح کرتے ہیں۔ اگر اولاد نہ ہو۔ تو بیویوں کا علاج کرواتے ہیں۔ اور کبھی کسی نے یہ نہیں کہا۔ کہ اولاد تو خدا تعالےٰ نے دینی ہے۔ مجھے نکاح کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ ہر شخص نکاح کرتا ہے۔ اور اولاد کے لئے علاج معالجہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا۔ پھر خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ جب کوئی شخص بیمار ہو۔ تو وہی شفا دیتا ہے۔ لیکن تم یہ نہیں کہتے۔ کہ جب شفا خدا تعالےٰ نے دینی ہے۔ تو ہم اپنے بیمار بچہ کے علاج کے لئے ڈاکٹر کے پاس کیوں جائیں۔ بلکہ تم ان ساری جگہوں پر یہ سمجھتے ہو۔ کہ باوجود اس کے کہ سارے کام خدا تعالےٰ نے کرنے ہیں۔ پھر بھی انسان کو اس کے متعلق

حسب استطاعت کوشش

کرنی چاہیئے۔ مگر جب وقف کا سوال آتا ہے۔ تو تم اس کے لئے کوئی حرکت نہیں کرتے۔ اور یہ کہہ دیتے ہو۔ کہ یہ خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ اگر یہ بات تمہارے دوسرے اعمال سے ملا کر دیکھی جائے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تمہارے نفس کا دھوکہ ہے۔ یا تم دوسروں کو دھوکہ دینا چاہتے ہو۔ اور یا پھر تمہاری عقل اتنی کمزور ہے۔ کہ تم اس بات کا انکار کرتے ہو۔ کہ جو تمہاری زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں طور پر پائی جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ دینی جماعتوں اور دینی کاموں کو چلانے کے لئے وقف کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے بغیر دینی جماعتیں کبھی زندہ نہیں رہ سکتیں۔ اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے۔ کہ جس کا کام صرف قومی کام کرنا ہو۔ اور باقی دوسرے کام وہ صرف ضمنی طور پر کرے۔

اصل کام قومی کام ہو

آخر ہر آدمی ایک وقت میں تین چار کام کر لیتا ہے۔ مثلاً سکول ماسٹر ہے۔ وہ پرائیویٹ ٹیوشن بھی کر لیتا ہے۔ یا ڈاکٹر ہے۔ اگر وہ ملازم ہو۔ تو پرائیویٹ پریکٹس بھی کر لیتا ہے۔ لیکن جب سرکاری کام سامنے ہو۔ تو وہ دوسرے کام کو نظر انداز کر دے گا۔ اور پرائیویٹ پریکٹس یا پرائیویٹ ٹیوشن چھوڑ کر اپنے مفوضہ کام کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ پس قرآن کریم کہتا ہے۔ کہ تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ اس کا اصل کام قومی کام ہو۔ وہ بے شک زراعت کرے۔ تجارت کرے یا اور کوئی پیشہ کرے۔ لیکن اس کے اصل کام میں کوئی روک واقع نہ ہو۔ ہم نے بھی بعض واقفین کو اجازت دی ہوئی ہے۔ کہ وہ زائد کام کر لیں۔ بلکہ بعض دفعہ میں نے دفتر والوں کو ڈانٹا ہے۔ کہ تم واقفین کو زائد کام کرنے سے کیوں روکتے ہو۔ ہاں ہم نے یہ شرط رکھی ہے۔ کہ وہ ہمیں بتا دے۔ کہ میں فلاں کام کرنے لگا ہوں۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں۔ کہ واقفین کو زائد کام کرنے کی تحریک کرنی چاہیئے۔ لیکن بغیر وقف کے دین کا کام کرنا مشکل ہے۔ جس جماعت میں وقف کا سلسلہ نہ ہو۔ وہ اپنا کام کبھی

مستقل طور پر

جاری نہیں رکھ سکتی۔ ہم نے تو وقف کی ایک شکل بنا دی ہے۔ ورنہ زندگی وقف کرنے والے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ صحابہؓ نے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر پر عمل نہیں کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کو دیکھ لو۔ انہوں نے آخری زمانہ میں اسلام قبول کیا۔ یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات سے صرف اڑھائی سال پہلے مسلمان ہوئے۔ مسلمان ہونے کے بعد حضرت ابوہریرہ رضؓ نے غور کیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اب آخری عمر میں ہیں۔ اور میں بہت دیر بعد اسلام میں داخل ہؤا ہوں۔ اس لئے اگر میں کچھ سیکھنا چاہتا ہوں۔ تو اس کا طریق یہی ہے۔ کہ میں اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دوں۔ چنانچہ وہ مسجد میں ہی رات دن بیٹھے رہتے۔ شروع شروع میں ان کا بھائی گھر سے کھانا بھجوا دیتا تھا۔ لیکن جب اس نے دیکھا۔ کہ یہ تو مستقل طور پر مسجد میں بیٹھ گئے ہیں۔ تو اس نے کھانا بھجوانا بند کر دیا۔ اور پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جا کر کہا۔ کہ یا رسول اللہ میرا بھائی تو مستقل طور پر مسجد میں بیٹھ گیا ہے۔ عیالدار شخص ہوں۔ میں نے بچوں کا پیٹ بھی پالنا ہے۔ اسے کب تک خرچ دے سکوں گا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ کہ حضرت ابوہریرہ رضؓ دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بعض دفعہ کسی کو دوسرے کی خاطر رزق دے دیتا ہے۔ تم ایسا نہ کرو۔ ممکن ہے۔ کہ ابوہریرہ رضؓ کی خاطر ہی اللہ تعالیٰ تمہیں رزق دے رہا ہو۔ لیکن اس نے آپؐ کی باتوں کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ ابوہریرہ رضؓ خود فرماتے ہیں۔ کہ بعض اوقات مجھے

سات سات وقت کے فاقے

آ جاتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ مسجد سے نہ ہلتے۔ بلکہ سارا دن وہیں بیٹھے رہتے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے رزق کا سامان کر دیتا۔ اب تم اللہ تعالےٰ کے رزق کے اور معنے کرتے ہو۔ اور صحابہؓ اس کے اور معنے سمجھتے تھے۔ وہ بیشک دنیا کے کام بھی کرتے تھے۔ لیکن دین کو ہمیشہ مقدم رکھتے تھے۔ یہاں تو گذارہ بھی ملتا ہے۔ چاہے وہ گذارہ کم ہی ہو۔ لیکن ان کو یہ گذارہ بھی نہیں ملتا تھا۔ وہ اپنا اپنا کام کرتے تھے۔ اور پیٹ پالتے تھے۔ لیکن دینی کاموں کو نظر انداز نہیں کرتے تھے۔ بلکہ دینی کام کو اپنے ذاتی کاموں پر ترجیح دیتے تھے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ تھے وہ بھی مسجد میں بیٹھے رہتے تھے۔ اسی طرح بعض اور صحابہ رضؓ تھے۔ بعض کے نزدیک ان کی تعداد ۳۰۰ تھی۔ اور بعض کے نزدیک ان کی تعداد اسی کے قریب تھی۔ انہیں

اصحاب الصفّہ

کہا جاتا تھا۔ اور ان کا کام یہ تھا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں سنیں۔ اور دوسرے صحابہ رضؓ تک پہنچا دیں۔ ان کو کوئی گذارہ نہیں ملتا تھا۔ اگر کسی کی طرف سے کھانا آ جاتا تھا۔ تو کھا لیتے تھے۔ ورنہ کسی سے مانگتے نہیں تھے۔ ایک عورت کے متعلق ذکر آتا ہے۔ کہ وہ اصحاب الصفہ کو چقندر پکا کر بھیجا کرتی تھی۔ اور وہ شوق سے انہیں کھاتے تھے۔ بعض دفعہ لوگ دودھ بھیج دیتے تھے۔ اور وہ اسے پی لیتے تھے۔ اب تو بہت زیادہ ترقی ہو گئی ہے۔ واقفین کے گذارے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ اس طرح کام بہت آسان ہو گیا ہے۔ بشرطیکہ انسان اپنا زاویۂ نگاہ بدل لے۔ اگر جماعت کے لوگ اپنا زاویۂ نگاہ صحابہ کی طرح بنا لیں۔ تو اب بھی ان کا سا طریق رائج کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر صحابہ رضؓ سے کمزور ہوں۔ تو موجودہ طریق پر وہ کام کر سکتے ہیں۔ کہ معاوضہ بھی ملے اور قربانی بھی کریں۔ پہلے لوگ مسجد میں بیٹھ جاتے تھے۔ اور انہیں کوئی گذارہ نہیں ملتا تھا۔ جو کچھ کسی کی طرف سے آ جاتا۔ وہ کھا لیتے۔ لیکن اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ جو لوگ وقف کر کے آئیں۔ انہیں کچھ نہ کچھ رقم بھی دے دی جایا کرے۔ لیکن باوجود اس کے کہ واقفین کے لئے گذارے مقرر کئے گئے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ اول تو لوگ وقف میں آتے ہی نہیں۔ اور اگر آ جاتے ہیں۔ تو شروع شروع میں وظیفے لیتے ہیں۔ اور تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اور جب تعلیم سے فارغ ہوتے ہیں۔ تو

مختلف بہانے بنا کر وقف سے بھاگ جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہمیں اب

ہمارے حالات

اجازت نہیں دیتے۔ کہ وقف میں زیادہ عرصہ تک رہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ان کے حالات پہلے کیوں اجازت دیتے تھے۔ کہ وقف میں آئیں۔ اور بعد میں کیوں اجازت نہیں دیتے۔ کہ وقف میں رہیں۔ جب وہ ہمارے پاس آتے ہیں۔ تو اگر وہ میٹرک پاس تھے تو زیادہ سے زیادہ انہیں ۸۰-۹۰ روپے تنخواہ مل سکتی تھی۔ لیکن جب وہ بی۔ اے یا ایم۔ اے ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو انہیں کسی جگہ سے تین سو ساڑھے تین سو کی آفر ( ) آ جاتی ہے۔ یہ آفر اس لئے آتی ہے کہ سلسلہ نے ان پر خرچ کیا ہوتا ہے۔ اس سے پہلے وہ عملاً یا عقلاً ۸۰ یا ۱۰۰ روپیہ کما سکتے تھے۔ لیکن پھر وہ کہتے ہیں کہ ہمارے حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ کہ ہم وقف میں رہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ قابل سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ قابلیت صرف اس لئے پیدا ہوئی کہ سلسلہ نے ان پر روپیہ خرچ کیا۔ اور ان کی مالی امداد کی۔ بہرحال کو ہم نے امداد نہیں دی بلکہ وہ اپنے اخراجات سے پڑھے ہیں۔ ان پر بھی

ذمہ واری کم نہیں

وہ بھی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے سے ہی پڑھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق نہ دیتا۔ تو وہ کیسے پڑھتے۔ میرے اپنے بچے ہیں۔ میں نے انہیں خود پڑھایا ہے۔ اب ایک لڑکا تبلیغ کے لئے انڈونیشیا گیا ہے۔ تو میں اسے اپنی جیب سے خرچ دیتا ہوں۔ اور آئندہ بھی میرا یہی ارادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے۔ تو جو بچہ بھی تبلیغ کے لئے باہر جائے۔ میں اس کا خرچ خود ہی برداشت کروں۔ لیکن سیدھی بات ہے کہ میرے بچے میرے سامنے تو بول نہیں سکتے۔ جب ہم بچے تھے تو ہماری جائداد میں لاپرواہی کا شکار تھیں۔ اور ہمیں اتنی بھی توفیق نہیں تھی۔ کہ ان کی نگرانی کے لئے

پندرہ بیس روپے ماہوار پر

کوئی آدمی ملازم رکھ لیں۔ جب زمین کے کاغذات مجھے دیئے گئے۔ تو میں گھبرا گیا۔ کہ ان کا انتظام کیسے کروں گا۔ مجھے کام کا تجربہ نہیں تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اور ہمیں ایک آدمی مل گیا۔ اس نے کہا مجھے آپ دس روپیہ ماہوار دے دیا کریں۔ میں جائداد کا انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی وہ جائداد جس کی آمد اس قدر بھی نہیں تھی۔ کہ ہم پندرہ بیس روپے ماہوار پر کوئی آدمی ملازم رکھ لیں۔ اس سے آمد پیدا ہونے لگی۔ جب قرآن کریم کا پہلا پارہ شائع کرنے کا سوال پیدا ہوا تو میں نے اسی وقت فیصلہ کیا کہ ہم خود چھپوا کر شائع کریں گے۔ چنانچہ میں نے اس شخص کو بلایا۔ اور کہا کہ مجھے اشاعت قرآن کریم کے لئے کچھ رقم کی ضرورت ہے۔ وہ کہنے لگا۔ آپ کو اس رقم کی کب ضرورت ہے۔ میں نے کہا مہینہ دو مہینہ میں مل جائے اتنے کی۔ میرا خیال تھا کہ آپ یہ کہیں گے کہ مجھے اسی وقت رقم کی ضرورت ہے۔ میں آپ کو آج شام تک

مطلوبہ رقم

لا دوں گا۔ میں نے کہا تم شام تک رقم لا دو گے؟ آخر کہاں سے لاؤ گے۔ مجھے دو اڑھائی ہزار روپے کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا مجھے کچھ زمین بیچنے کی اجازت دے دیں۔ اور اس نے اس زمین کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں آجکل قادیان میں محلہ دار الفضل آباد ہے۔ اس نے کہا میں ۵۰ روپے فی کنال کے حساب سے زمین بیچ دوں گا۔ اور اس طرح قریباً چھ ایکڑ زمین کی فروخت سے دو اڑھائی ہزار روپیہ مل جائے گا۔ میں نے کہا بہت اچھا تمہیں زمین فروخت کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن کیا تمہیں کوئی شخص ۵۰ روپے فی کنال کے حساب سے قیمت دے دیگا۔ اس نے کہا ہاں بہت سے لوگ موجود ہیں۔ جو اس بھاؤ پر زمین خریدنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ظہر کے وقت اس نے یہ بات کی۔ اور عصر کے وقت اس نے روپیہ لا کر میرے سامنے رکھ دیا۔ اور کہا ابھی بہت سے گاہک موجود ہیں اگر آپ سو روپیہ فی کنال بھی قیمت کر دیں۔ تو وہ خریدنے کے لئے تیار ہیں۔ پھر وہی زمین تھی۔ جو

دس دس ہزار روپیہ فی کنال

کے حساب سے ہم نے خود خریدی۔ جہاں میرا دفتر تھا۔ وہاں پر کچھ زمین ہم نے بیس ہزار روپیہ کنال کے حساب سے خریدی۔ یہ سب خدا تعالیٰ کی دی ہوئی چیز تھی۔ ورنہ ہم تو اپنی جائداد سے اتنی آمد کی امید بھی نہیں رکھتے تھے۔ کہ پندرہ بیس روپیہ پر کوئی آدمی ملازم رکھ لیں۔ بعد میں وہی جائداد کروڑوں روپیہ کی ہو گئی۔ غرض ہر چیز خدا تعالیٰ نے دی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

سب کچھ تری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

پس جو لوگ گھروں سے پڑھ کر آتے ہیں سلسلہ نے ان کی تعلیم پر کوئی خرچ نہیں کیا۔ ان پر بھی کم ذمہ واری نہیں۔ انہیں بھی خدا تعالیٰ نے دیا تھا تو وہ پڑھے تھے۔ اگر خدا تعالیٰ انہیں توفیق نہ دیتا۔ تو وہ کیسے تعلیم حاصل کر سکتے۔ یہ صرف ایک پردہ ہے۔ ورنہ خدا تعالیٰ ہی سب کچھ کرتا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں عام طور پر یہ شکوہ پایا جاتا ہے۔ کہ علماء تو سب نائی موچی اور دھوبی ہیں۔ اور ایک حد تک ان کی یہ بات درست بھی ہے۔ لیکن آخر ایسا کیوں ہوا۔ یہ اسی لئے ہوا کہ

بڑے تاجروں اور زمینداروں نے

خدمت دین سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ اب یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بڑے بڑے تاجر اور زمیندار خدمت دین نہ کریں۔ تو خدا تعالیٰ اپنے دین کو مرنے دے۔ اور نائیوں دھوبیوں اور موچیوں کو بھی اسے زندہ رکھنے کی توفیق نہ دے۔ جب تم نے دین سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور خدا تعالیٰ نے نائیوں اور موچیوں کو دین کی خدمت کی توفیق دے دی۔ تو اب تم چڑتے کیوں ہو۔ اب وہی تمہارے سردار ہیں۔ اور انہی کے پیچھے تمہیں چلنا ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو آجکل مسلمانوں کا حال ہے۔ وہی آئندہ تمہارا ہو گا۔ اگر تم نے بھی خدمت دین سے ہاتھ کھینچ لیا۔ تو کچھ عرصہ کے بعد تمہاری نسلیں بھی یہی کہیں گی۔ کہ نائیوں دھوبیوں اور موچیوں نے علماء کی جگہ لے لی ہے۔ آجکل بھی دیہات اور قصبات میں زیادہ تر عالم بردے نائی دھوبی یا موچی ہیں اور یہ قابل اعتراض بات نہیں۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ جب دین کا بیڑا غرق ہونے لگا۔ تو اس وقت جو

دین کی خدمت کے لئے

آگے آ گئے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں عزت دے دی۔ اسی طرح اگر اب تم آگے نہ آئے تو تمہارے ساتھ بھی یہی ہو گا۔ جب جماعت ترقی کرے گی تو انہی لوگوں کو عزت حاصل ہو گی۔ جو اس وقت دین کی خدمت کریں گے۔ پاکستان میں دیکھ لو مولانا عبد الحامد بدایونی تقریر کرتے ہیں۔ تو کبھی اس کی صدارت دستور ساز اسمبلی کے صدر مولوی تمیز الدین خاں کرتے ہیں۔ اور کبھی اس کی صدارت خود گورنر جنرل کرتے ہیں۔ حالانکہ پاکستان بننے سے قبل انہیں کسی ضلع کا ڈپٹی کمشنر بھی نہیں بلاتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پاکستان بنانے کی توفیق دی۔ تو اس نے علماء کو بھی عزت دے دی۔ پاکستان بننے کے بعد جب میں کراچی گیا۔ تو اس وقت سندھ کے گورنر سر غلام حسین ہدایت اللہ تھے۔ میں جب واپس روانہ ہونے لگا۔ تو ان کا سکرٹری میرے پاس آیا۔ اور اس نے کہا سر غلام حسین ہدایت اللہ نے سعودی عرب کے دو شہزادوں کی دعوت کی ہے۔ اور انہوں نے اس موقعہ پر آپ کو بھی بلایا ہے۔ میں نے کہا۔ میں تو آج چار بجے واپس جا رہا ہوں۔ اس نے کہا ان کی خواہش ہے کہ آپ اس موقعہ پر ضرور تشریف لائیں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ لیکن بعد میں خیال آیا کہ دعوت تو عین جمعہ کے وقت میں رکھی گئی ہے۔ میں نے کہا آپ کی

دعوت کا وقت

وہی ہے جو جمعہ کی نماز کا ہے۔ اگر دعوت کا وقت پہلے یا بعد میں کر دیا جائے۔ تو میں آ جاؤں گا۔ لیکن میں سعودی عرب والوں نے بھی کہا کہ ہم بھی سوچ رہے تھے۔ کہ یہ وقت تو جمعہ کی نماز کا ہے۔ ہم اس موقعہ پر کیسے آئیں گے۔ خیر انہوں نے دعوت کا وقت تبدیل کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ اس دعوت میں مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی بھی مدعو تھے۔ اب پاکستان بننے سے پہلے عثمانی صاحب کی حیثیت ایسی نہیں تھی۔ کہ انہیں ڈپٹی کمشنر بھی کسی دعوت پر بلاتا۔ لیکن یہاں گورنر سندھ نے انہیں بلایا تھا۔

پس جب کسی قوم پر

خدا تعالیٰ کا فضل

نازل ہوتا ہے۔ اور وہ ترقی کر جاتی ہے۔ تو اس کے علماء کو بھی ایک نمایاں مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ اور درحقیقت ان کا آگے آنے کا حق ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ ان کاموں میں حصہ نہ لیں۔ جو ان سے تعلق نہیں رکھتے۔ جیسے پچھلے دنوں علماء نے سیاسیات میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ تو وہ ملامت کا ہدف بن گئے۔ اسی طرح اب بھی علماء اپنا کام چھوڑ کر سیاسیات میں حصہ لیں گے۔ تو وہ لوگوں کی ملامت کا ہدف بن جائیں گے لیکن اگر علماء ایسی باتوں میں دخل نہ دیں تو اس میں شبہ ہی کیا ہے۔ کہ جب بھی کوئی قوم ترقی کرے گی۔ تو علماء بہرحال زیادہ

عزت کی نگاہ سے

دیکھے جائیں گے۔ یورپ میں دیکھ لو۔ کہ کنٹربری کا پادری ایڈورڈ ہفتم کے خلاف ہو گیا۔ تو اسے تخت سے دستبردار ہونا پڑا۔ اب یہ کتنی بڑی طاقت ہے کہ ایک پادری ناراض ہو جاتا ہے۔ تو بادشاہ بھی اس کے سامنے کھڑا نہیں ہو سکتا۔ پس یہ قدرتی بات ہے کہ جب کسی قوم کو عزت ملے گی۔ تو اس کے علماء کو بھی عزت ملے گی۔ اسی طرح جب جماعت احمدیہ کو ترقی ملے گی۔ تو تم اس وقت یہ کہو گے کہ نائی دھوبی اور موچی آگے آ گئے ہیں اس وقت ہر شخص تمہیں یہی کہے گا۔ بلکہ میرا یہ خطبہ نکال کر تمہارے آگے رکھے گا کہ یہ وہی لوگ ہیں

جنہوں نے دین کی گاڑی کو اس وقت دھکا دیا۔ جب تم لوگ اس سے لاپرواہ ہو گئے تھے۔ اب ان کا حق ہے۔ کہ وہ آگے آئیں۔ ہماری واقفین کی لسٹ کو ہی دیکھا جائے۔ تو اس میں بڑے بڑے لوگوں اور ان کے بچوں کے نام لکھے ہیں۔ لیکن جو لوگ کام کر رہے ہیں۔ ان میں بڑے بڑے لوگوں کے بچے شامل نہیں۔ جب کسی

بڑے شخص کے بچے

پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے میرا فلاں بچہ واقفِ زندگی ہے۔ [illegible] لیکن جب وہ پاس ہو جاتا ہے۔ تو وقف میں آنے کا نام بھی نہیں لیتا۔ ان کی تعلیم مکمل ہونے سے پہلے وہ یہ لکھتا تھا۔ کہ میرا فلاں لڑکا وقف ہے۔ میرے دو لڑکے وقف ہیں۔ میرے تین لڑکے وقف ہیں۔ آپ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا کرے لیکن تعلیم سے فارغ ہو جانے کے بعد ان کی نوبت نہیں آتی وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اب دعا کا وقت گذر گیا ہے۔ پھر اگر بعد میں کوئی لڑکا بیمار ہو جاتا ہے۔ تو وہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ اس کی نیت دوبارہ حاضر ہونے کی تھی۔ ملازمت کرنے کا مقصد صرف یہی تھا۔ کہ کچھ تجربہ حاصل ہو جائے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا فرمائے۔ تاکہ وہ دین کی خدمات بجا لا سکے۔ لیکن تندرست ہو جانے کے بعد وہ حاضر ہونے کا نام بھی نہیں لیتا۔ گویا ان لوگوں نے وقف کو

تجارت کا ذریعہ

بنا لیا ہے۔ غرباء نے اسے وظیفے لینے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور امراء نے دعا کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور کسی کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ دین کی گاڑی چلیگی کیسے؟۔ اب یہ حالت ہے۔ کہ ناظر بڈھے ہو گئے ہیں۔ اور بعض کے تو اب حواس بھی ایسے نہیں کہ وہ اب زیادہ دیر تک سلسلہ کا کام چلا سکیں۔ لیکن ایسے آدمی سلسلہ کے پاس موجود نہیں۔ جو ان کی جگہ کام کر سکیں۔ آخر یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ نئے آدمیوں کو ان کی جگہوں پر لگا دیا جائے۔ چند سال تک انہیں بہرحال کام کا تجربہ حاصل کرنا پڑے گا۔ پھر وہ ان جگہوں پر کام کر سکیں گے۔ اس وقت بعض ناظر قبروں میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں۔ اور ان کے حواس بھی بجا نہیں۔ نئے آدمی ہمارے پاس تیار نہیں۔ اور

سلسلہ کا کام

نہایت خطرناک حالات میں سے گذر رہا ہے۔ اس کی ذمہ داری جماعت کے سب افراد پر ہے۔ خصوصاً ایسے طبقہ پر جو اپنے آپ کو چودھری سمجھتا ہے۔ "چودھری" کے لفظ سے میری مراد زمیندار نہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں۔ جو اپنے آپ کو قانون سے بالا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ جب بیمار ہو گئے۔ تو آپ بعض دفعہ باہر آکر بیٹھ جاتے۔ اور لوگ آپ کے ارد گرد اکٹھے ہو جاتے۔ جب آپ تھک بھی جاتا ہے۔ جب آپ تھک جاتے۔ تو فرماتے۔

دوست اب چلے جائیں۔ اس پر کچھ لوگ چلے جاتے۔ اور کچھ بیٹھے رہتے۔ کچھ دیر کے بعد آپ فرماتے۔ میں اب تھک گیا ہوں۔ احباب اب تشریف لے جائیں۔ اس پر آٹھ دس آدمی اور چلے جاتے۔ مگر چند آدمی پھر بھی بیٹھے رہتے۔ اور وہ سمجھتے کہ ہم اس حکم کے مخاطب نہیں ہیں۔ اس پر آپ تیسری بار فرماتے۔ کہ اب چودھری بھی چلے جائیں۔ یعنی جو لوگ اپنے آپ کو قانون سے بالا سمجھتے ہیں۔ وہ بھی چلے جائیں۔ [illegible] جاٹ کی نہیں تھی۔ بلکہ وہ لوگ مراد تھے۔ جو اپنے آپ کو

قانون کی اطاعت سے مستثنیٰ

سمجھتے تھے۔ لیکن جب جماعت کو عزت ملے گی۔ تو پھر یہی لوگ کہیں گے۔ کہ نائی۔ موچی اور دھوبی آگے آگئے ہیں۔ اور وہ کوشش کریں گے۔ کہ خود عزت حاصل کریں۔ اس وقت جماعت کے اندر اگر غیرت پائی جاتی ہو۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ وہ انہیں پیچھے ہٹا دے۔ اور کہے۔ کہ جب ضرورت کے وقت تم نے خدمت نہیں کی تھی۔ تو اب تمہیں آگے آنے کی اجازت نہیں۔ لیکن بدقسمتی سے جب قوم کو عزت ملتی ہے۔ اور مال زیادہ ہو جاتا ہے۔ تو وہی چودھری آگے آجاتے ہیں۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب مالِ غنیمت آتا ہے۔ تو منافق بھی آگے آجاتے ہیں۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے۔ کہ اب تم کیوں آئے تو کہتے ہیں۔ تم ہم پر حسد کرتے ہو۔ ہر قوم میں یہی نظارہ نظر آتا ہے۔ جب جنگ ہوتی ہے۔ اور جان قربان کرنے کا وقت آتا ہے۔ تو اس ٹائپ کے لوگ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ لیکن جب فتح اور عزت ملتی ہے۔ تو یہی لوگ آگے آجاتے ہیں۔ اور بدقسمتی سے قوم انہیں دھتکارتی نہیں۔ وہ سمجھتی ہے۔ کہ بڑے لوگ آگے آگئے ہیں۔ حالانکہ ان کی بڑائی اسی دن ختم ہو جاتی ہے۔ جب وہ دین کی خدمت سے اپنا پہلو بچا لیتے ہیں۔ اگر قوم

اس کیریکٹر کو

زندہ رکھے۔ تو اس قسم کے لوگوں کی اصلاح ہو جائے۔ لیکن قوم اس کیریکٹر کو زندہ نہیں رکھتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد حضرت عمر رضؓ کے زمانہ تک یہ کیریکٹر مسلمان قوم میں زندہ رہا۔ اس کے بعد یہ کیریکٹر مٹ گیا۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضؓ کے دربار میں مکہ کے رؤساء آئے۔ حضرت عمر رضؓ نے انہیں اعزاز سے بٹھایا۔ لیکن وہ رؤسا ابھی باتیں ہی کر رہے تھے۔ کہ حضرت سہیل رضؓ آگئے۔ اس پر حضرت عمر رضؓ نے ان رؤساء سے کہا۔ آپ ذرا پیچھے ہٹ جائیں۔ اور ان کے لئے جگہ چھوڑ دیں۔ اور آپ نے سہیل رضؓ سے باتیں کرنی شروع کر دیں۔ اس کے بعد کچھ اور غلام صحابہ رضؓ آئے۔ تو آپ نے پھر ان سے فرمایا۔ آپ ذرا پیچھے ہٹ جائیں۔

اور ان کے لئے جگہ چھوڑ دیں۔ اس پر وہ اور پیچھے ہٹ گئے۔ اتفاق سے اس دن سات آٹھ غلام صحابہ رضؓ آگئے۔ ان دنوں کمرے چھوٹے ہوتے تھے۔ اس لئے وہ ان کے لئے جگہ خالی کرتے کرتے جوتیوں میں آگئے۔ اور پھر انہیں وہاں سے بھی اٹھ کر باہر آنا پڑا۔ اس پر وہ ایک دوسرے سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ تم نے دیکھ لیا۔ کہ آج عمر رضؓ نے ہمیں ان غلاموں کے سامنے کیسا ذلیل کیا ہے۔ ان میں سے ایک عقلمند تھا۔ اس نے کہا [illegible] سوچا ہے کہ یہ کس کی کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ یہ سب کچھ ہمارے باپ دادا کی کرتوتوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہ لوگ وہ تھے۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دعویٰ کیا۔ تو انہوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ ہمارے باپ دادوں نے انہیں مارا پیٹا۔ اور طرح طرح کے دکھ دیئے۔ لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خاطر انہوں نے بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ اب جب اسلام نے ترقی کی ہے۔ تو انہی لوگوں کا حق تھا۔ کہ وہ عزت پاتے۔ ان کا حق انہیں مل رہا ہے۔ اور تمہارا حق تمہیں مل رہا ہے۔ دوسروں نے کہا۔ پھر اس کا علاج کیا ہے۔ اس نے کہا چلو پھر عمر رضؓ سے ہی اس کا علاج پوچھ لیں۔ چنانچہ وہ واپس آئے۔ آواز دی۔ حضرت عمر رضؓ نے انہیں اندر بلا لیا۔ آپ سمجھتے تھے۔ کہ آج جو سلوک ان سے ہوا ہے۔ اسے انہوں نے محسوس کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ آج جو کچھ آپ لوگوں سے ہوا۔ میں اس کے متعلق مجبور تھا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

اپنی زندگی میں ان لوگوں کی عزت فرمایا کرتے تھے۔ اب عمر رضؓ کی کیا حیثیت ہے۔ کہ وہ ان کی عزت نہ کرے۔ انہوں نے کہا۔ ہم ساری بات سمجھ گئے ہیں۔ اور ہم اس لئے دوبارہ آئے ہیں۔ کہ آپ سے دریافت کریں۔ کہ اس ذلت کو دور کیسے کیا جائے۔ حضرت عمر رضؓ خود بھی ایک بڑے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اور پھر دوسرے خاندانوں کے شجرۂ نسب کو یاد رکھنا آپ کے خاندان کے ذمہ تھا۔ اس لئے آپ جانتے تھے۔ کہ وہ لوگ کس قدر معزز خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی کیفیت دیکھ کر آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ آپ کی آواز بھرا گئی۔ اور آپ منہ سے کوئی لفظ نہ نکال سکے۔ آپؓ نے صرف ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ اس کا علاج شام میں ہے۔ شام میں ان دنوں جنگ ہو رہی تھی۔ ان لوگوں نے آپ کا مفہوم سمجھ لیا۔ اور فوراً اونٹ اور گھوڑے تیار کئے۔ اور شام کی طرف روانہ ہو گئے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ ان میں سے پھر

ایک شخص بھی زندہ

واپس نہیں آیا۔ اور سب کے سب وہیں شہید ہو گئے۔

گویا انہوں نے اپنی جان قربان کر کے اپنی ذلت کا داغ دھو دیا۔ لیکن حضرت عمر رضؓ کے بعد جو لوگ آئے۔ انہوں نے اس قومی کیریکٹر کو قائم نہ رکھا۔ حضرت عثمان رضؓ نے پرانے لوگوں کو مختلف کاموں کے لئے آگے بلایا۔ مگر انہوں نے مدینہ چھوڑنا پسند نہ کیا۔ جس پر لازماً انہیں نئے لوگ آگے لانے پڑے۔ صحابہ رضؓ کو یہ بات بُری لگی۔ لیکن حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا۔ میں مجبور ہوں۔ میں تمہیں ان جگہوں پر بلاتا ہوں۔ لیکن تم مدینہ سے باہر جانے پر راضی نہیں ہوتے۔ لیکن حالت یہ تھی۔ کہ اس وقت حکومت کے کام مصر۔ شام۔ فلسطین اور ایران تک پھیل چکے تھے۔ اور پرانے لوگ یہ چاہتے تھے۔ کہ وہ بڑے بھی بنے رہیں۔ اور مدینہ سے بھی نہ نکلیں۔ اور یہ چیز مشکل تھی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ بہرحال یہ خرابی اسی وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب بڑے لوگ جنہوں نے دین کی خدمت نہیں کی ہوتی۔ وہ آگے آجاتے ہیں۔ اور قوم انہیں یہ سمجھ کر سر پر اٹھا لیتی ہے۔ کہ ہمارے بڑے لوگ آگے آگئے ہیں۔ اور اس طرح قوم پر تباہی آجاتی ہے پس تم ضرورتِ وقت کو سمجھو۔ اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس کر کے اپنے اپنے

خاندان کے نوجوانوں

کو وقف کرو۔ اور یہ وقف اتنی کثرت کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ کہ اگر دس نوجوانوں کی ضرورت ہو۔ تو جماعت سو نوجوان پیش کرے۔ مگر اب واقفین ملتے بھی ہیں۔ تو بعد میں بھاگ جاتے ہیں۔ اور یہ ایسی شرمناک چیز ہے۔ کہ اس کی موجودگی میں کوئی قوم شرفاء کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتی۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا۔ میں نماز کے بعد عزیز عبد الحمید خاں غزنوی کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ عبد الحمید خاں غزنوی نیک محمد خاں صاحب غزنوی کے لڑکے تھے۔ اور ہوائی جہاز کے حادثہ میں فوت ہوئے ہیں۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے طلباء کیلئے اعلان

سکول ہذا ۱۲ اکتوبر سے گرمیوں کی رخصتوں کے بعد باقاعدہ کھل گیا ہے۔ اور پڑھائی شروع ہو گئی ہے۔ بعض طلباء ابھی تک نہیں آئے۔ چونکہ اب ریل گاڑیاں ربوہ باقاعدہ آنی جانی شروع ہو گئی ہیں۔ اس لئے طلباء کے سرپرست صاحبان ایسے بچوں کو جو ابھی تک نہیں آئے۔ فوراً بھجوا دیں۔ آمد و رفت کے وسائل ہر طرف سے موجود ہیں۔ مزید غیر حاضری کی صورت میں نام خارج ہو جائیگا۔

ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

حالیہ سیلاب میں مجلس خدام الاحمدیہ سیالکوٹ کی قابل قدر مساعی

غریب اور نادار لوگوں کے مکانات تعمیر کئے گئے ۔ ٹوٹی ہوئی سڑک کی مرمت کی گئی

سیالکوٹ مکرم عبد الرشید صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع سیالکوٹ سیلاب زدگان کی امداد کے سلسلہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کی مساعی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ سیلاب کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ سیالکوٹ کا ایک وفد چیئرمین صاحب ڈسٹرکٹ بورڈ کو ملنے گیا۔ مگر وہ کہیں باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ ان کے پرسنل اسسٹنٹ صاحب کی خدمت میں وفد نے آمد کا مقصد بیان کیا۔ اور ریلیف کے کام کے لئے مجلس کی خدمات پیش کیں۔ انہوں نے شکریہ ادا کیا۔ اور فرمایا۔ کہ چیئرمین صاحب کی آمد پر ان کو اطلاع کر دی جائیگی۔ پھر اگر ہمیں ضرورت ہوئی۔ تو مجلس کی خدمات حاصل کر لی جاویں گی۔

دیہات میں امدادی کام کے لئے ۱۰ اکتوبر کی صبح کو ۲۶ خدام اور ۲ اطفال کی ایک امدادی پارٹی خاکسار کو قائد مجلس خدام الاحمدیہ شہر و ضلع سیالکوٹ کی زیر قیادت سیالکوٹ سے روانہ ہوئی۔ چونکہ ایک شخص مستری مل دین صاحب نے موضع کاکیوالی سے آ کر مجلس سے درخواست کی تھی۔ کہ ان کا مکان مخدوش حالت میں کھڑا ہے۔ اس کو کچھ حصہ گرا کر نئی دیواریں بنا کر تعمیر کر دیویں۔ اس لئے سب سے پہلے ۸ خدام اور ایک طفل کو ان کے ہمراہ موضع کاکیوالی روانہ کر دیا گیا۔ باقی ۱۸ خدام اور ایک طفل اپنے ہمراہ ٹوکریاں۔ کدالیں بیلچے لیتے ہوئے جموں ریلوے لائن کے قریب والی ڈسٹرکٹ بورڈ کی سڑک کی درستی کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں موضع نظام پورہ اور غازی پور تلواڑہ کے راستوں کا جائزہ لیا۔ جو کہ درست پائے گئے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کی یہ سڑک موضع کاکیوالی کے مقابل پر ٹوٹی ہوئی تھی۔ خدام نے سب سے پہلے دو سو گز کے فاصلہ سے ٹوکریوں میں اینٹیں اور پتھر لا کر اس گڑھے میں ڈالے۔ جب کافی مقدار میں اینٹیں اور پتھر ڈالے جا چکے۔ تو پھر سرکنڈا کاٹ کر ڈالا گیا۔ اس کے بعد کافی مقدار میں مٹی کھود کر سڑک پر ڈالی۔ مسلسل تین گھنٹے کی محنت کے بعد تقریباً ۱۶ فٹ لمبی ۸ فٹ چوڑی اور تقریباً ڈیڑھ فٹ گہرائی میں پتھر اور مٹی وغیرہ ڈال کر سڑک بنا دی گئی۔ جس پر سائیکل ٹانگہ اور موٹر وغیرہ آسانی سے گزر سکتے ہیں۔ ابھی سڑک کا کام مکمل نہیں ہوا تھا۔ کہ کاکیوالی والے وفد نے اطلاع بھجوائی۔ کہ یہاں کام بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ سڑک کو مکمل کرتے ہی یہ ۱۸ خدام اور ایک طفل قائد صاحب کی زیر نگرانی موضع کاکیوالی میں پہنچ گیا۔ اس وقت تک پہلے گروپ نے مکان کی مخدوش دیوار کا تقریباً ۵ فٹ کا حصہ گرا لیا ہوا تھا۔ اور گارا وغیرہ تیار کر لئے تھے۔ مگر مٹی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس گروپ نے جو ابھی ابھی سڑک بنا کر آیا تھا۔ ایک فرلانگ کے فاصلہ سے مٹی کھود کر وہاں پر پہنچائی۔ اس کے بعد خدام نے دیوار کا بقیہ مخدوش حصہ جو تقریباً ۷ فٹ تھا اسے بھی گرا دیا گیا۔ کہ مکان جو کہ ۲۰ فٹ لمبا اور تقریباً ۱۲ فٹ چوڑا تھا۔ اس کے فرش پر تقریباً ایک فٹ بھرتی مٹی سے ڈالی گئی۔ اس کے بعد اسی دیوار کی بنیادوں کو صاف کر کے درمیان میں دروازہ کی جگہ چھوڑ کر اردگرد دونوں طرف کی کوئی چھ چھ فٹ لمبی ۔ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ چوڑی اور تین تین فٹ اونچی دو دیواریں بنا دیں ۔ اس کے بعد خاکسار نے وہاں دعا فرمائی۔ اور پھر خدام اپنا سامان ٹوکریاں اور کدالیں ۔ بیلچے لیکر وہاں سے مسجد روانہ ہوئے متواتر سات گھنٹے بغیر کسی قسم کا آرام کئے خدام نے کدالوں اور ٹوکریوں کے ساتھ کام کیا۔ خدام کی ہمت اور خدمت دیکھ کر گاؤں کے مرد اور عورتیں بچے بہت حیران تھے ۔ واپسی پر نمبر دار اور دیگر احباب نے بھی شکریہ ادا کیا۔

ملکی برآمدات میں مزید اشیاء کا اضافہ کر دیا گیا

کراچی ۱۹ اکتوبر: حکومت پاکستان نے ملکی برآمدات میں مزید اشیاء کا اضافہ کیا ہے برآمدی اشیاء کی برآمد بڑھانے کا منشا یہ ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ بیرونی زر مبادلہ کمایا جا سکے ۔ ان اشیاء کی برآمدات سے جو زر مبادلہ حاصل ہوگا ۔ اس کے صرف بیس بائیس فی صدی حصہ کی درآمدات کی اجازت ہوگی مرکزی حکومت نے برآمدات میں جن اشیاء کا اضافہ کیا ہے ۔ وہ [illegible]

جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان کی طرف سے ریلیف کا کام

سیلاب زدہ اشخاص میں سامان خوراک اور دوائیں تقسیم کی گئیں

مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کمیلا (مشرقی پاکستان) اپنے تازہ مکتوب میں جماعت احمدیہ کی امدادی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"رئیس المبلغین مولوی رحمت علی صاحب اور خاکسار کو ۴ اکتوبر کو برہمن بڑیہ پہنچے ۔ اور ۵ تاریخ کو ہم نے وہاں ریلیف کا کام شروع کر دیا ۔ ہمارے ساتھ مولوی غلام صمدانی صاحب خادم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ برہمن بڑیہ ۔ ڈاکٹر انور حسین صاحب اور چند رضا کار بھی تھے ۔ ہم کشتی پر سوار ہو کر ایک گاؤں شال گاؤں نامی میں (جو برہمن بڑیہ سے جنوب مشرق میں چار میل پر واقع ہے) پہنچے احمدیہ مسجد کے سامنے اپنا کیمپ لگا دیا ۔ اور اردگرد کے دیہات میں اطلاعات بھجوا دیں یہ گاؤں دریا کے کنارے پر واقع ہے ۔ جو سیلاب کے دوران میں پانی میں ڈوب گیا تھا ۔ اور مکانات کے اندر بھی پانی گھٹنوں تک پہنچ گیا تھا ۔ اطلاع ملنے پر بہت سے مرد ۔ عورتیں اور بچے ہمارے گرد آ جمع ہوئے ۔ اور ہم نے اُن میں چاول ۔ دودھ ۔ دال ۔ نمک اور دوائیں تقسیم کیں ۔ لوگوں کو دوائیوں اور پارچات کی سخت ضرورت تھی ۔ نو بجے رات ہم واپس برہمن بڑیہ واپس آ گئے

دوسرے دن ہم سہیل پور (جو برہمن بڑیہ سے ۵ میل شمال میں واقع ہے) کشتی پر سوار ہو کر پہنچے اور ایک احمدی کے مکان پر ڈیرہ لگا دیا ۔ یہاں بھی ہم نے اردگرد کے لوگوں کو اطلاعیں بھجوا کر جمع کیا ۔ وہ بیچارے بہت بیمار اور غریب نظر آتے تھے ۔ چیتھڑوں میں ملبوس تھے ۔ ہم نے انہیں چاول دال نمک ۔ دودھ اور دوائیں تقسیم کیں ۔ اور بعد دوپہر برہمن بڑیہ پہنچے ۔

مہاشہ محمد عمر صاحب اور مولوی محمد اجمل صاحب مبلغ سلسلہ کو بھی ہم نے ڈھاکہ سے اپنی مدد کے لئے بلوا لیا ۔ وہ ۱۵ اکتوبر کو پہنچ گئے ۔ مولوی رحمت علی صاحب اور میں نے ریلیف کا کام اُن کے سپرد کیا ۔ اور ہم ڈھاکہ کپڑے اور دوائیں حاصل کرنے کے لئے روانہ ہو گئے ۔ اس دوران میں مولوی محمد اجمل صاحب اور مہاشہ محمد عمر صاحب ریلیف کا کام کرتے رہے ۔ ہم ۹ تاریخ کو دوائیں اور کپڑے لے کر واپس آئے ۔ اب ہم کروڈا نامی گاؤں جو برہمن بڑیہ سے ۱۰ میل جنوب کو ہے ۔ ریلیف کے کام کے لئے جا رہے ہیں ۔

(امیر جماعت کمیلا مشرقی بنگال)

...حسب ذیل ہیں

تیار سموسے ۔ ریٹھا ۔ میتھی ۔ ادرک ۔ دھنیا

املی مدریاں ۔ دیسی دوائیں ۔ چوڑیاں ۔ چھری ۔ کلبنے و دیگر کھیل کے سامان ۔

محترمہ فاطمہ جناح کی اپیل

لاہور ۱۸ اکتوبر: خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح نے عوام سے اپیل کی ہے ۔ کہ وہ پنجاب کے سیلاب زدوں کی امداد کے لئے دل کھول کر چندہ دیں ۔

روح پرور خطبات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ
کے روح پرور خطبات کی زیادہ سے زیادہ اشاعت
کرنے کیلئے دوستوں اور ملنے والوں کے نام
خطبہ نمبر جاری کروائیں
سالانہ قیمت -/۶/-
(مینیجر الفضل لاہور)

فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

میں
زمینداروں اور صنعت کاروں کے لئے
تجربہ گاہ ـــ اور فنی مشورہ کی سہولتیں

کیمیاوی امتحانات اور تجربہ نیز فنی مشورہ دینے کے لئے ہمارے ادارہ میں خاطر خواہ انتظام موجود ہے۔ نیز ہمارے پاس آبپاشی اور گھریلو استعمال کے پانی کے سائنٹیفک اصول پر پرکھنے کا بھی مکمل انتظام موجود ہے۔ بعض سرکاری ادارے بھی اس انتظام سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ خواہشمند اصحاب استفادہ فرمائیں
ڈائریکٹر فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ ضلع جھنگ

نایاب لٹریچر

میرے پاس اخبار الفضل کا پورا سیٹ سنہ ۱۹۱۳ء سے سنہ ۱۹۴۶ء تک اور متفرق سال کا فائل۔ ریویو اردو سنہ ۱۹۰۲ء سے سنہ ۱۹۴۷ء تک اور کئی متفرق سالوں کا انگریزی ریویو کا متفرق فائل اور متفرق ماہ کے پرچے تشحیذ الاذہان۔ فرقان۔ سن رائز انگریزی الحکم۔ بدر۔ فاروق۔ مصباح وغیرہم کے متفرق فائل کتب حضرت مسیح موعودؑ۔ خلیفہ ثانی اور سلسلہ کے علماء کی تصانیف۔ تفسیر کبیر۔ سورہ یونس تا کہف۔ سورہ عم کی تین جلدیں اور البقرہ کے ۹ رکوع وغیرہ برائے فروخت موجود ہیں۔ حاجتمند احباب خط کے ذریعہ قیمت کا تصفیہ کریں۔
ابو المنیر فخر الدین مالاباری کتب فروش
(دارالشیوخ قادیان۔ ای۔ پنجاب)

اسلام اور احمدیت اور دوسرے مذاہب کے متعلق

سوال وجواب
انگریزی میں کارڈ آنے پر
مفت
عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

تریاقِ سل

یہ دوا سل کے مادہ کو روکنے کے لئے اکسیر کا کام دیتی ہے۔ جو لوگ اس موذی مرض کا شکار ہوں۔ اور جن پر سل کی دوائیں اثر نہ کرتی ہوں وہ اس دوا سے فائدہ اٹھائیں بے شمار لوگ اس سے فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ ڈاکٹر۔ اطباء اس دوا کی تعریف کر رہے ہیں۔ جو کہ اپنے ملک کی نئی ایجاد ہے۔
قیمت مکمل کورس ایکماہ دس روپے
ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمت خلق ربوہ

براہِ مہربانی

ہمارے مشتہرین سے خط وکتابت کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں
(مینیجر اشتہارات)

خالص سونے کے زیورات۔ چاندی کے ظروف۔ کپس وشیلڈ کیلئے غنی سنز جیولرز انارکلی لاہور تشریف لائیں

اولادِ نرینہ۔ ابتدائے حمل میں اسکے استعمال سے لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ قیمت مکمل کورس بیس روپے۔ دواخانہ نور الدین جودھا مل بلڈنگ لاہور